یادِ رفتگان

(سمیع الحق)

پچھلے پرچہ میں دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم مولانا مبارک علی صاحب مرحوم کی خبرِ وصال کی اطلاع دی جا چکی ہے۔ موصوف کا وجود دیوبند کی روایات اور صفات کا حسین پیکر تھا۔ بے مثل عالم، وسیع النظر فقیہ اور مفتی، جید مدرس اور اس کے ساتھ ہی عابد مرتاض متقی اور فرشتہ سیرت انسان تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ سے تلمذ رہا، اور مدتوں حاضر باش خادم بھی رہے اور ان کی سیاسی تحریک "ریشمی رومال" میں بھی نمایاں کام کیا۔ سنہ ۱۳۵۰ھ سے دارالعلوم کے نائب مہتمم ہوئے، اور وصال تک بے لوث اور بے مثال خدمت انجام دی۔ تاریخ دارالعلوم میں ان کا مقام بہت اونچا رہے گا۔ راقم کو سنہ؟ میں پہلی بار کمسنی کے زمانہ میں ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، جبکہ وہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور دو چار دن یہاں قیام رہا۔ گو آپ بہت کم گو اور خاموش طبع انسان تھے مگر اتنا یاد ہے کہ اس دوران آپ نے دارالعلوم حقانیہ کے طلباء سے خطاب بھی فرمایا۔ اس کے بعد سنہ ۱۹۶۰ء میں جبکہ ۸، ۱۰ دن دارالعلوم دیوبند رہنے کی سعادت نصیب ہوئی تو حضرت کی صحبت اور خصوصی شفقت پائی۔ حضرت شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ سے ان کے زمانۂ قیام دیوبند سے لیکر اب تک نہایت مخلصانہ شفقانہ تعلق رہا۔ ان تعلقات اور روابط کی بناء پر حضرتؒ کا وصال ایک گونہ ذاتی صدمہ ہے۔ مگر پورے علمی حلقہ بالخصوص دارالعلوم دیوبند کے لئے تو اس لحاظ سے صدمے کا احساس شدید ہو جاتا ہے کہ حجۃ الاسلام محمد قاسمؒ کی بچھائی ہوئی بساطِ علم و فضل بڑی تیزی سے لپٹی جا رہی ہے۔ اور جانے والوں کی جگہ پُر نہیں ہو رہی۔ حجۃ الاسلامؒ کی مسندِ علم کو حضرت شیخ الہندؒ نے آباد رکھا۔ حضرت شیخ الہندؒ کی مجلسِ علم و فضل اور مسندِ جہاد و عزیمت کو حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ نے آراستہ رکھا، داعی کبیر مولانا الیاسؒ کے مقامِ دعوت و ارشاد کو امیر التبلیغ مولانا یوسفؒ نے سنبھالا دیا۔ شبلیؒ کی مسندِ کمال پر سلیمانؒ ندوی جلوہ افروز ہوئے۔ تھانہ بھون کی خانقاہ امدادیہ کے فیض کو حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے کمال تک پہنچایا۔ خانقاہ رائے پور کی رونق مولانا عبدالقادرؒ سے قائم رہی اور ذرا پیچھے کی طرف نگاہ دوڑائیں تو حکیم الاسلام شاہ ولی اللہؒ کا دور نظر آئے گا؛ جو علمی عروج کا زمانہ تھا۔ وہ جب گئے تو اپنے پیچھے شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ اسمٰعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ جیسے روحانی اخلاف رشید چھوڑ کر گئے۔ مگر اب تو یہ چیز عنقا نظر آتی ہے۔ علم علماء کے اٹھ جانے سے اٹھتا جا رہا ہے علمی اضمحلال اور قحط الرجال کا یہی عالم رہا تو معلوم نہیں اگلی نسلوں کا کیا بنے گا۔ مگر حفاظتِ دین کی غیبی دستگیری کا جو سلسلہ اب تک چلا آ

(باقی ص ۷۶ پر)